رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور گذشتہ جمعہ حضور نے پڑھایا تھا۔ پنجگانہ نمازیں بھی حضور ہی پڑھاتے ہیں۔

بارش کافی ہوگئی ہے۔ جس سے فصل کو بہت فائدہ پہونچا ہے۔ امید ہے کہ نرخ غلہ اب گراں نہیں ہوگا

ولادت باسعادت ۔ مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب مقیم سبی (بلوچستان) کے گھر میں خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب اس بچہ کی درازی عمر کے واسطے دعا کریں نیز یہ کہ خداوند کریم اس کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بناوے۔ آمین۔ **فاروق**

مرزا صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہے۔

اہلحدیث کا پرچہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء جس میں اس نے مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کرنے سے انکار کر کے آخری فیصلہ ناحق کو رد کیا تھا) زیر طبع ہے عنقریب ناظرین کے پاس پہونچیگا۔ قیمت ۴ ہ

احمدی کا دوبارہ اجراء

خدا کے فضل سے احمدی رسالہ دوبارہ جاری ہوگیا ہے۔ اور دو نمبروں کا مجموعہ بجواب اشتہار سہارنپوری گمنام مبلغین تکذیب انبیاء چھپ رہا ہے۔ جو ایک ہفتہ تک انشاء اللہ تیار ہو جائیگا۔ اس نمبر میں عبدالحکیم ڈاکٹر مرتد پٹیالوی کی اون پیشگوئیوں کی جو وفات مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے شیطانی کلام شائع کئے تھے۔ پوری اور مفصل اور نئے طرز پر دندان شکن ناقابل تردید بحث کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت احباب غیر احمدیوں میں کثرت سے کریں یہ آئے دن کا اعتراض انشاء اللہ ایسا دفع کیا گیا ہے کہ پھر عقلمند اور فہم سلیم والے انسان کو تو یہ اعتراض باقی نہیں رہیگا۔ احمدی رسالہ کی سالانہ قیمت دو روپیہ ہے۔ غیر مستطیع احباب سے چھ چھ ماہ کی ایک ایک روپیہ کے وصول کی جائیگی۔ اور اس نمبر کی جو ۶۴ صفحہ پر دو ماہ کا شائع کیا گیا ہے ۔ ۴ ہ قیمت ہے۔ اس نمبر کا نام بلعم ثانی ہے۔ صرف ۵۰ ۴ طبع ہوا ہے۔ جلد منگالو

تحفۃ الملوک

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ بے بہا تحفہ جو حضور نے شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور صداقت کے دلائل کا بطور تبلیغ شاہانہ تصنیف فرما کر ارسال کیا تھا۔ قیمت کاغذ اعلیٰ ۸ ہ

حضرت مسیح موعود کا پیغام

جس کا ہر ایک احمدی کو پڑھنا اور سننا ضروری ہے۔ خصوصاً احمدی مستورات کے لئے ۰۲ ہ کے ٹکٹ ۴

۴ بھیجکر دفتر فاروق سے منگوائیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیامت قریب ہے

تو پھر مسیح موعود ابھی تک کیوں نازل نہیں ہوا

پیسہ اخبار میں "عجیب عجیب باتیں" کے عنوان سے ایک مضمون "قیامت قریب ہے" چھپا ہے۔ جسکو پڑھ کر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بعض لوگ اس علم و عقل کے دعوے کے باوجود مزخرفات لایعنی میں مبتلا ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"قیامت قریب ہے"۔ اکثر ہال لنڈن میں دوبارہ نزول مسیح کی نسبت کانفرنس تھی۔ اس کے شرکا نے متفق علیہ پیشگوئی کی ہے کہ دنیا کا خاتمہ عنقریب ہے اگرچہ تفصیلی بیانات میں جزئی اختلاف ہے۔ صحیح تاریخ میں کچھ شبہ ہے یا ۸ مئی ۱۹۲۹ء یا ۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو تمام کارخانہ ہستی نابود ہو جائیگا لیکن ان دو تاریخوں میں ایک یقینی صحیح ہے ان پیشگوئی کرنے والوں کا بیان ہے۔ کہ دجال کی آمد کی ضرورت ہوگی۔ جو نپولین کی شکل کا ہوگا۔ اول وہ شام کے میدان سلاسبیہ میں بطور بادشاہ قدم رکھیگا۔ ۱۹۲۲ء میں وہ فرانس کو فتح کریگا۔ اس کے بعد باقی دو سلطنتوں پر قابض ہوگا۔ اس زمانہ میں ایک کروڑ عیسائی تمام دنیا میں ہونگے۔ منجملہ ان کے ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۹ء میں ۱۴ لاکھ ۳۰ ہزار عیسائی مرجائینگے۔ اور ۹۸ لاکھ ۵۶ ہزار مسیحی کوہ سینا کے قریب ایک جنگل میں آبسیں گے۔ اور ساڑھے تین سال وہاں انتظار کرینگے۔ اسکے بعد جو دین دار عیسائی ہونگے۔ وہ بھی ۱۴ لاکھ ۳۰ ہزار دنیا والوں کی طرح رہگزائے عالم بالا ہونگے۔ باقی ہر ایک مقام پر دجال کی حکومت ہوگی۔ انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ میں اسکے عمدہ بت نصب کئے جائینگے اور سب سے اس نپولین قیصر کی پرستش کے لئے کہا جائیگا۔ جو انکار کریگا۔ قتل کر دیا جائے گا۔ جو اطاعت قبول کرینگے۔ ان کی پیشانی اور داہنے بازو پر نمبر ۶۶۶ ڈالا جائیگا۔ یہ نمبر یونانی حروف نپولین کے اعداد کا ہے۔ میدان کوہ سینا کی اسائیشوز کا ذکر سکیپر اس طرح کرتے ہیں کہ وہاں کھانا پانی فرشتے لائینگے۔ اور تمام وقت عبادات میں صرف ہوگا۔ بہت کم ممبران پارلیمنٹ یہاں آسکیں گے دریں چہ شک۔" (ہفتہ وار پیسہ اخبار مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۹ء صفحہ ۳ کالم ۳)

ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہود نے ایک صادق مسیح کا انکار کیا۔ تو اس کی پاداش میں حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے محروم رہ گئے۔ اسیطرح یہ لوگ جو باوجود مسیح موعود کے نازل ہو جانے کے ابھی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ۱۹۲۲ء پھر ۱۹۲۹ء بھی گذر جائیگا۔ اور ان کا مزعومہ مسیح آسمان سے نازل نہ ہوگا۔ پس بہتر ہے کہ الیاس کے متعلق جو فیصلہ مسیح بن مریم نے کیا تھا۔ اس سے سبق لیکر آمد ثانی کے معنے سمجھیں۔ اور پھر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام میں اس نبوت کے پورا ہونے پر ایمان لاکر ان برکات سے حصہ پائیں جو خدا کے ماموروں پر ایمان لانے سے ملتی ہیں ٭

آریہ سماج کی موت پر ایک آریہ کی گواہی

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ آریہ سماج ایک صدی تک تنزل کا مونہہ دیکھیگا۔ کیونکہ اس میں روحانیت نہیں ہے۔ ابھی صدی کا کچھ ہی حصہ گذرا ہے۔ جو ایک آریہ سماج نے پرکاش میں ایک مضمون بعنوان آریہ سماج کے تنزل کے آثار۔ لکھا ہے۔ جس کا اقتباس قابل ملاحظہ ہے:۔

"حقیقی ترقی کا پہلا نشان عملی زندگی ہے۔ مگر آریہ سماج میں عملی زندگی عنقا ہے۔ شائد ایک فیصدی بھائی ہم کو ایسے ملینگے۔ جن کی زندگی عملی زندگی ہو۔ جو ویدک دھرم پر پورے طور پر کاربند ہوں۔ جو رشی دیانند کے بتلائے ہوئے اصولوں کی مکمل طور پر پیروی کرنے والے ہوں۔ باقی ۹۹ فیصدی بھائی ایسے ہیں۔ جن کے کھانے کے دانت اور ہیں۔ دکھانے کے اور۔ جن کا آریہ پن محض آریہ مندر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ مندر میں ہوں وہاں تقریروں سے پلیٹ فارم کی میز کو ہلا دیتے ہیں۔ آنکھیں موند کر لمبی لمبی پرارتھناؤں سے مہاتما نظر آتے ہیں x x x x مگر جب آریہ مندر سے باہر نکلتے ہیں۔ تو نہ وہ آریہ پن رہتا ہے۔ تقریریں اور پرارتھنائیں تمام بھول جاتے ہیں x x x x x x حقیقی ترقی کا جو دوسرا نشان اپنے دھرم پر کامل یقین ہے۔ اس میں بھی آریہ سماج فیل ہو چکا ہے۔ جن لوگوں کا اپنے دھرم پر کامل یقین ہوتا ہے۔ وہ تلوار کی تیز دھار پر بھی چوں نہیں کرتے۔ وہ مصیبتوں پر مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ زندہ جلائے جاتے ہیں۔ ان کی کھال اتاری جاتی ہے۔ کئی قسم کے لالچ دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ اپنے دھرم پر سے جن پر ان کو کامل یقین ہو جاتا ہے۔ مطلق نہیں کرتے۔ خم ٹھونک کر برابر ہی چلے جاتے ہیں کہ جو ہمارا یقین ہے۔ وہ درست ہے x x x x x x ایک آریہ سماج اور اسکے ممبر ہیں۔ جن کا اپنے دھرم پر مطلق یقین نہیں۔ اگر یقین ہوتا۔ تو ان کی زندگی نمونہ کی زندگی ہوتی۔ وہ ویدک اصولات کی پیروی میں بالکل لغزش نہ کھاتے۔" (پرکاش ۲ فروری ۱۹۲۹ء)

جہاں اس مضمون سے آریہ سماج کے تنزل پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں ہم اس امر کی داد دیتے ہیں کہ ان میں حق بات منہ پر کہہ دینے والے بعض اشخاص موجود ہیں۔ اور آریہ اخبار ان کو چھاپ سکتا ہے ٭

مسافر آگرہ کو ایک مشورہ

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونیوالے زبردست معجزے کی یادگار ہمارے آریہ بھائی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ۶ مارچ کو اپنے اپنے اخباروں کے خاص نمبر

(باقی حاشیہ صفحہ ۳ کالم ۳ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

کیا جو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہو وہ کافر نہیں ہو سکتا

(از مکرمی قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

قرآن کریم کی رو سے صاف واضح ہے۔ کہ کسی مومن کیواسطے جو امور بطور عقاید اور اعمال ضروری ہیں اور بطور اصول دین ہیں۔ ان میں گو ضمناً یہ امور داخل ہوں۔ مگر صریحاً انمیں مومن ہونیکے واسطے اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہونا شرط نہیں پس یہ دونوا مور از روئے قرآن کریم اصول دین نہیں ہیں۔

اصول دین

قرآن کریم نے مومن کیواسطے بطور اصول دین جو امور مقرر کئے ہیں وہ صرف اس قدر ہیں:۔

(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالملائکۃ (۳) ایمان بالوحی والکتب (۴) ایمان بالرسل (۵) اور ایمان بالیوم الآخر۔ اور اسکے ساتھ عملاً اعمال صالحہ کا موجود ہونا لازمی امر قرار دیا ہے۔ اور بس۔

اہل قبلہ یا کلمہ گو ہونا

جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ صرف لا الہ الا اللہ۔ یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بطور عقیدہ کہہ دینا۔ بلا اعمال صالحہ یا باوجود بعض اصول اسلام کے منکر ہونیکے صرف کلمہ گو ہونا یا عث نجات ہو سکتا ہے۔ یا اسکے مسلمان ہونیکا سبب ہو سکتا ہے۔ تو وہ یقیناً ایک غلطی میں مبتلا ہیں کیونکہ ایسا خیال قرآن کریم کے برابر خلاف ہے۔ خدا تو فرماتا ہے۔ ومن الناس من یقول امنا باللہ والیوم الاخر وما ھم بمؤمنین ۵ (سورہ بقر) یعنے عوام الناس میں سے جن لوگوں کا صرف اسی قدر عقیدہ ہے۔ لا الہ الا اللہ یا یہ کہ امنا باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ اور اعمال صالحہ سے لاپروا ہیں۔ وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ایسا عقیدہ رکھنے سے یا زبانی کلمہ گو ہونے سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ اور نہ مومن کہلا سکتا ہے۔ اور نہ مومن ہو سکتا ہے پس صرف کلمہ گو ہونا اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یعنی اگر ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے۔ اور اعمال صالحہ بجا نہ لاوے۔ یا صرف کلمہ طیبہ پڑھے۔ اور انبیاء و رسل میں کسی کی نبوت و رسالت کا منکر ہو۔ یا صرف کلمہ گو ہو۔ اور بعض حلال اشیاء اور حلال امور میں سے کسی چیز کو حرام قرار دے۔ یا حرام شدہ امور اور اشیاء میں سے بعض کو حلال قرار دے۔ تو اس کا صرف کلمہ گو ہونا۔ اس کی نجات کا باعث نہیں ہو سکتا۔ یا یہ کہ وہ مومن اور مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

اہل قبلہ ہونا

اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ ہونا یا کسی خاص قبلہ کیطرف رخ کرنے اور متوجہ ہونے سے انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔ یا مومن کہلانیکا مستحق ہو سکتا ہے۔ تو وہ بھی غلطی میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ۵ (سورۃ بقر) یعنے کسی خاص طرف یا سمت کو رخ کرنا۔ یا مشرق یا مغرب کی جانب قبلہ قرار دے کر متوجہ ہونا البر نہیں ہے۔ (البر سے مراد نجات یا حقیقت ایمان۔ یا مقبول خدا ہونا ہے) یعنے صاف کہدیا۔ کہ اگر تم ایک مقام کو قبلہ مقرر کر کے روبہ مشرق ہو کر یا روبہ جنوب ہو کر اسکی طرف متوجہ ہو کر عبادت کرو۔ تو صرف اتنی بات سے تم لوگ نجات نہیں حاصل کر سکتے۔ یا حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ یا مقبول خدا نہیں ہو سکتے۔ پس اس آیۃ نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ کوئی شخص صرف اہل قبلہ ہونے سے مومن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ نجات یافتہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ مومن

مومن کہلانے یا نجات یافتہ ہونیکے واسطے کیا شرائط ہیں

کہلانیکے واسطے یا نجات کے حصول کے واسطے یا مقبول خدا ہونیکے واسطے خدا تعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور بطور شرائط قرار دیے ہیں:۔

ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا والصبرین فی البأساء والضرّاء وحین البأس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون (سورۃ البقرۃ) یعنے حقیقت البر یہ ہے۔ جو انسان کو مومن کہلانیکا مستحق بناتا ہے۔ یا نجات یافتہ کرتا ہے۔ جب کہ انسان یہ پانچ امور بطور اصول دین عقیدۃً مان لے۔ اول ایمان باللہ۔ دوئم ایمان بالیوم الآخر۔ سوئم ایمان بالملائکۃ۔ چہارم ایمان بالکتب والوحی۔ پنجم ایمان بالنبیین والرسل۔ اور عملاً پانچ امور بعمل سرا ہو جاوے۔ جن میں سے اول امر یہ ہے کہ انسان صرف رضائے مولا اور اس کی محبت کے تقاضہ سے اپنی پاک اور حلال کمائی میں سے بطور صدقہ ذوی القربے۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ مسافروں سائلوں۔ اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ دوسرا امر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے۔ اور اس تعلق کو قائم رکھنے کیواسطے حضور دل سے نماز ادا کرے۔ تیسرا امر یہ ہے۔ کہ اپنی پاک کمائی میں سے زکوٰۃ ادا کرے۔ چوتھا امر یہ ہے۔ کہ جب کسی سے عہد یا اقرار کرے۔ اس عہد کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پورا کرنے والا ہو اور یہی نیت ہو۔ اور یوں ہی عملا کر کے دکھا دے۔ پانچواں امر یہ ہے۔ کہ مفلسی اور ناداری تنگدستی اور غربت میں مصائب اور تکالیف میں صبر اور برداشت کرنے والے ہوں۔ اور ایام جنگ میں استقلال اور استقامت اور جوانمردی دکھانیوالے ہوں۔ پس یہ لوگوں ہیں یا صورتیں جادیں۔ تو وہ حقیقی اور صادق مومن ہیں۔ اور یہی لوگ متقی کہلانیکے مستحق ہیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں صاف بتا دیا۔ کہ صرف اہل قبلہ ہونا۔ کوئی ایسی بات نہیں جس سے ایک شخص ضروری طور پر مسلمان اور مومن کہلانیکا مستحق ہو۔ پس صرف اہل کلمہ اور اہل قبلہ ہونا کوئی علامت ایمان نہیں۔ اور نہ موجب نجات ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اس بات سے کوئی شخص بالخصوص مومن یا مسلمان کہلانیکا مستحق ہو سکتا ہے۔

اُمّتِ ابراہیمیہؑ باوجود اہل کلمہ و اہل قبلہ ہونیکے کافر ہو گئی

دیکھو امت ابراہیمیہ کا قبلہ ایام نبوت حضرت ابراہیمؑ سے ملک عرب میں کعبہ چلا آتا تھا۔ اور وہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر عبادت بجالاتے۔ جیسا۔ کہ

ما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ۔ (سورۃ)

سے ظاہر ہے۔ مگر جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا انکار کیا۔ تو اسدن سے وہ لوگ کافر کہلانے لگے۔ اگرچہ وہ امت اہل قبلہ تھی۔ اور بیت اللہ ہی کو قبلہ جانتی تھی۔ پس کیا اہل قبلہ ہو کر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے انکار رسالت کے بعد مومن کہلانیکے مستحق رہے۔ یا مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ باوجودیکہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی امت کا نام بموجب ھو سمکم المسلمین مسلمان رکھا تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔

اُمّتِ موسویہؑ وغیرہ باوجود اہل قبلہ ہونیکے کافر ہو گئی۔

اسی طرح امت موسویہ کا قبلہ بیت المقدس چلا آتا ہے اور آجتک وہ اس قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہیں۔ مگر کیا انبیاء بنی اسرائیل کا بالعموم اور حضرت مسیح ناصری کا بالخصوص انکار نبوت کر کے امت موسویہ مومن اور مسلمان کہلانیکے مستحق رہی۔ اگرچہ آج بھی وہ اسی طرح اس قبلہ کو نماز ادا کرتے ہیں ہرگز نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ ایک نبی اور رسول کا انکار کر چکے ہیں۔ تو پھر اہل قبلہ ہونا۔ کوئی مخصوص علامت ایمان نہ رہا۔ یہودی اور عیسائی دونو بیت المقدس کو قبلہ جانتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنے کے باعث اہل قبلہ ہیں۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے منکر ہو کر بالیقین کافر ہو چکے۔ پھر اہل قبلہ ہونے نے ان کو کافر کہلانے سے نہ بچایا۔ پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہو سکتا۔ یا نہیں کہلا سکتا۔

اہل کلمہ کافر ہو سکتے ہیں اور ہوئے

اب رہا اہل کلمہ ہونا۔ سو عرض ہے۔ کہ اول تو قرآن کریم میں من حیث المجموع کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ موجود ہی نہیں ہے۔ اور نہ توریت شریف میں لا الہ الا اللہ موسےٰ کلیم اللہ موجود ہے۔ مگر تاہم یہ دونو کلمے امت محمدیہ اور امت موسویہ کے واسطے مخصوص کئے گئے ہیں۔ اور ان کے باعث وہ اہل کلمہ کہلاتے ہیں۔ مگر اب ذرا غور کرو۔ کہ کیا امت موسویہ باوجودیکہ کلمہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ۔ کے قائل کہلاتے ہیں کیا انبیاء بنی اسرائیل کے انکار رسالت سے بالعموم اور حضرت مسیح ناصری یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نبوت اور رسالت سے بالخصوص منکر ہو کر مومن کہلا سکتے ہیں۔ اور مسلمان یقین کئے جا سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!! تو پھر صرف کلمہ گو ہونے نے یا اہل کلمہ کہلانے نے ان کو کیا فائدہ دیا۔

اسی طرح سے اگر لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ کا کوئی کلمہ وجود رکھتا تھا۔ اور امت ابراہیمیہ اس کو پڑھا کرتی تھی۔ اور اس کی بنا پر کلمہ گو کہلاتی تھی۔ تو کیا حضرت ابراہیمؑ کے بعد کسی نبی اور رسول کا بالعموم اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا بالخصوص انکار کر کے مومن کہلا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں!! اسی طرح حضرت مسیح ناصری کی امت اگر کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ عیسےٰ روح اللہ کا پڑھا کرتی تھی۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کے منکر ہو کر وہ اب بھی کلمہ گو ہونیکے باعث نجات پا سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!!

پس اسی طرح اگر ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا رہے۔ اور حضرت مسیح ناصری کی نبوت کا یا حضرت یحییٰ یا حضرت زکریا کی نبوت کا انکار کرے۔ تو کیا وہ مسلمان کہلا سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں!!

تفریق بین الرسل کرنیوالا کلمہ گو اور اہل قبلہ کافر ہو جاتا ہے۔

پس اگر ایسا نہیں۔ اور یقیناً ایسا نہیں۔ تو ایک شخص حضرت احمد مجتبیٰ کی نبوت اور رسالت کا منکر ہو کر کیونکر مومن ہو سکتا ہے؟ یا مسلمان کہلا سکتا ہے؟ یا نجات پا سکتا ہے؟ یا مقبول خدا ہو سکتا ہے؟ اور وہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ کہلا کر کیونکر مستثنےٰ ہو سکتا ہے۔ اگر انبیاء و رسل میں یہ تفریق درست ہو سکتی ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم یا حضرت موسےٰ یا حضرت مسیح ناصری یا حضرت یحییٰ کے انکار نبوت سے تو انسان باوجود اہل قبلہ و اہل کلمہ ہونیکے مسلمان اور مومن نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود (جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی بار بار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وحی میں نبی اور رسول کہا۔ جس کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم نے نبی اللہ کہا۔ اور جس کو جمیع امت محمدیہ نبی یقین کرتی ہے۔ اور جس کا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں) کے منکر کیونکر مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ اور یہ تفریق بین الرسل کس آیت قرآنیہ کے ماتحت درست ہو سکتی ہے۔ اور کیا تفریق بین الرسل کرنے والے اولئک ھم الکفرون حقاً کے ماتحت نہیں آتے۔ ہاں آتے ہیں۔ اور یقیناً اس آیت کے ماتحت ہیں۔

جن مولویوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو کافر قرار دیا وہ بھی تو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں کیونکر کافر ہو گئے

جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ کافر نہیں ہو سکتا۔ باہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ وہ خود غور کریں۔ کہ کیا یہ شریعت کا مسئلہ نہیں؟ کہ جو شخص کسی دوسرے مومن کو کافر کہدے۔ تو کفر خود اسی مکفر پر پڑتا ہے کیونکہ وہ مکفر شخص اس مومن کے عقاید اسلامیہ اور اعمال صالحہ کو کفر قرار دے کر اس کی حالت ایمانی کی نفی کرتا ہے۔ گویا اسلام اور ایمان کو کفر قرار دیتا ہے۔ لہذا شریعت اسلامیہ اس مکفر کو کافر قرار دیتی ہے۔ اور اسی باعث سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مکفر مولویوں کو ان کے اس اصل کی بنا پر گرفت کی۔ جبکہ میں مومن بلکہ اول المومنین ہوں۔ اور تم لوگ میرے ایمان کی نفی کرتے ہو۔ اور مجھے باوجود مومن کامل ہونے کے کافر قرار دیتے ہو تو تم لوگ اپنی ہی شریعت کی رو سے کافر قرار پا چکے۔ اور یہ سبقت تم نے خود ہی کی۔

شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی۔ اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی جو اول المکفرین ہیں۔ اور وہ باقی دو سو مولوی جنکے سوا ہر تصدیق فتاوے کفر پر موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور اسکی جماعت کو کافر کہتے ہیں۔ آیا ان کو حضرت مسیح موعودؑ کا فر جانتے اور یقین کرتے تھے یا نہ؟ اگر بالیقین کافر جانتے تھے۔ تو کیا وہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں تھے۔ کیا بعد از فتوی کفر دینے کے وہ بیت اللہ کو قبلہ جانکر نماز نہیں ادا کرتے۔ اور اب اہل قبلہ نہ رہے۔ یا انہوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا ترک کر دیا۔ اور کچھ اور کہتے ہیں۔ اور اب اپنے آپ کو اہل قبلہ نہیں جانتے۔ پس اگر اب بھی وہ اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں۔ اور کہلاتے ہیں۔ تو آیا حضرت مسیح موعودؑ کو اسکی جماعت کو کافر کہہ کر مکفرین مولوی کافر ہو گئے۔ یا نہ؟ اگر نہیں ہوئے۔ تو حضرت صاحبؑ نے کیوں ان کو فتوی کفر سے نہ بچایا۔ اور حضرت صاحبؑ کے اس قول کے کیا معنے ہوئے۔ کہ میں اب بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ کو کافر نہیں کہتا۔ فتدبروا +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ دو سو مولویوں نے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور میرے پر کفر کا فتوی لکھا گیا۔ اور انہی کے فتوے سے یہ ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر[1] کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے حقیقۃ الوحی ص ۱۶۲

پس اب جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہنے والے مولوی کافر ہو چکے۔ تو اسی طرح سے ان کافر شدہ مولویوں کو مومن کہنے والے بھی کافر ہو چکے ہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ ان کافر شدہ مولویوں کے متبع اور ہوا خواہ یا نیز اثر جماعت اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں؟ اور اگر ہیں۔ اور ضرور ہیں تو پھر بھی حضرت صاحبؑ نے انکو کافر قرار دیا۔ حالانکہ آپؑ کا قول ہے۔ کہ میں اب بھی کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ پس اس جملہ کے کیا معنے ہوئے؟

حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ کافر (کافر شدہ مولویوں) کو مومن قرار دینے سے انسان (خواہ مکفر یا مکذب یا متردد ہی ہو تب بھی) کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ان کافر شدہ مولویوں میں سے) درحقیقت (فتوے کفر دے کر) کافر ہو۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں حضرت

بقیہ حاشیہ کلام ۲ - تو ہمارے ہاں ایک اور وجہ بھی ہے یعنی تفریق بین الرسل کرنا۔ یا حضرت احمد مجدد اللہ کو نبی اللہ یقین نہ کرنا۔ و دیگر آج مسلمانوں میں جس قدر لوگ ہیں وہ سب ان دو سو مولویوں کے یا شاگرد ہیں یا ان کے مرید ہیں یا ان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں۔ یا ان کو مسلمان یقین کرتے ہیں یا ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ باوجودیکہ حضرت صاحبؑ اور انکی جماعت کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کافر مولویوں کو مومن جان کر کافر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ پس اب مولوی صاحب بتائیں کہ حضرت صاحبؑ تو باقی مسلمانوں کو بھی جو ان مولویوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کافر کہتے ہیں۔ باوجودیکہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں اور مولوی صاحب انکو مومن کہتے ہیں۔ پس اب کون غلطی پر؟ مولوی صاحب خود۔ یا حضرت صاحبؑ (نعوذ باللہ)

---

[1] مولوی محمد علی اور انکے رفقاء جو کہتے ہیں۔ کہ ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ یا جو مکفر نہیں ان کو کافر نہیں کہتے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ اول وہ دو سو مولوی جو مکفر ہیں۔ کیونکر کافر ہوئے۔ کیا وہ کلمہ گو اور اہل قبلہ نہیں ہیں۔ اور اگر وہ انکو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونیکے بسبب مکفر ہونیکے کافر قرار دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کے اس عقیدہ میں پھر استثنے موجود ہے۔ کہ کسی استثنے کے ماتحت اہل قبلہ و اہل کلمہ پھر بھی کافر ہو سکتا ہے۔ پس اگر انکے ہاں فتوے کفر استثنے پیدا کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موعودؑ دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے (اگرچہ بکفر یا مکذب یا مردود بھی نہیں ہیں) سب کے سب (بغیر کسی استثنےٰ کے) ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا ہے۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اہل قبلہ اور اہل کلمہ نے اپنے کافر ہونیکی وجہ خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کی

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو غیر احمدی مسلمان بیت اللہ کو قبلہ جانتے ہیں۔ اور اس کی طرف رخ کر کے یا متوجہ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ یا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ وہ کیونکر کافر ہو سکتے ہیں یا ہو گئے۔ پر مجبور کرتے ہیں حضرت صاحبؑ تو چونکہ ان خرابیوں سے پاک اور مبرا تھے۔ لہذا وہ تو صاف فرماتے ہیں میں ان کو مومن نہیں کہہ سکتا تم جو چاہو کہو کہا لیکن ہیں حضرت صاحبؑ انہی کی ہاتھوں سے انہی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی انکو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵) اس عبارت میں آپ نے تین امور کا تذکرہ کیا ہے اول تو آپنا عقیدہ بیان کیا کہ میں

اب ہم امر اول کو لیتے ہیں۔ اور غور کرتے ہیں۔ کہ کیا کوئی شخص اہل قبلہ یا اہل کلمہ ہونیکے باعث کافر ہو سکتا ہے؟ تو یہ امر صاف ہے۔ جبکہ یہ شرائط ایمان میں سے یا اصول دین میں سے نہیں تو اس پر کسی کے کفر اور اسلام کا دارومدار بھی نہیں۔ ہاں جو شخص کافر یا مومن ہو گا۔ تو وہ کسی اور وجوہ سے نہ انہی وجوہ سے۔ خود حضرت صاحبؑ اور جماعت احمدیہ بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں۔ اور جن کو ہم کافر کہتے ہیں۔ یا جو فتوے کفر دے کر کافر ہوئے وہ بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں پس ہمارے مومن ہونے کی اور ان کے کافر ہونے کی کوئی اور وجوہ ہیں۔ نہ یہ دو امور۔ لہذا یہ امر مابہ النزاع نہیں ہے۔ بلکہ خارج از بحث ہے۔ اور کسی فریق کے ایمان یا کفر ہونیکا باعث نہیں۔

امر دوم نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگرچہ ایک شخص مثل شیخ الکل نذیر حسین صاحب دہلوی یا محمد حسین صاحب بٹالوی کے اہل قبلہ اور اہل کلمہ بھی تاہم حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہہ کر یا آپ کے نبی اللہ ہونے سے انکار کر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے کافر ہونیکی وجہ پیدا کرتا ہے۔ اسمیں دوسرا شخص ملامت نہیں ہو سکتا۔

امر سوم اور بھی صریح ہے۔ کہ جو شخص خود کافر ہو جائے یا وہ اپنی حیثیت مقام کفر پر کھڑے ہونیکے ثابت کر دے۔ اور ہم انکو مومن اور مسلمان ہی کہتے ہیں ہیں۔ اور اس کی طرف رخ کر کے یا متوجہ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ یا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ وہ کیونکر کافر ہو سکتے ہیں یا ہو گئے۔ پر مجبور کرتے ہیں حضرت صاحبؑ تو چونکہ ان خرابیوں سے پاک اور مبرا تھے۔ لہذا وہ تو صاف فرماتے ہیں میں ان کو مومن نہیں کہہ سکتا تم جو چاہو کہو کہا لیکن ہیں حضرت صاحبؑ انہی کی ہاتھوں سے انہی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی انکو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵) اس عبارت میں آپ نے تین امور کا تذکرہ کیا ہے اول تو آپنا عقیدہ بیان کیا کہ میں

ایک وبا پڑیگی

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے جس میں خدا نے ایک خوفناک وبا کی خبر دی جس کے بارے میں چشمہ معرفت اپنی کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ نے بصراحت تمام لکھا۔ کہ ایک وبا اس ملک میں پڑنے والی ہے جس سے اس ملک کے لوگ ناواقف ہیں اور حیرت زدہ ہو کر کہینگے کیا ہونیوالا ہے چنانچہ اسکے مطابق پراسرار طور پر طاعون جنگی بخار کا زور ہوا۔ عذاب کا نشان یہ ہے کہ وہ عالمگیر ہو۔ اور دوم اس کا کچھ علاج سمجھ نہ آئے سو اسکے لئے ہم بہت شہادتیں پیش کر چکے اب اخبار حق لاہور سے دو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اول تو یہ کہ یہ وبا عالمگیر تھی اور شدت کیساتھ پھیلی۔ مندرجہ ذیل فقرات ملاحظہ ہوں۔

(۱) دنیا کے ہر ملک میں اس موذی وبا کی وجہ سے کاروبار تہ و بالا ہو گئے۔ (۲) جنگ میں دو کروڑ آدمی ساڑھے چار سال کے عرصہ میں اتنے لمبے عرصہ میں اس نزلہ بخار میں وبائی رفتار سے دس کروڑ ۸۰ لاکھ آدمیوں کے تلف جان کا تخمینہ لگایا جاتا ہے (۳) جنوبی افریقہ خود ہی نادم ہونا چاہیے کہ وہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں جسے میں اس سے کچھ کم حشر برپا نہیں ہوا (۴) امریکہ کے دیسی باشندے ہزاروں کی تعداد میں طعمۂ اجل ہوئے یورپ پر بھی یہ آفت حشر خیز تھی (۵) سپین میں اس وبا کو ہولناک مرض سے تعبیر کیا جاتا تھا (۶) فرانس کو بھی جرمنی و آسٹریا کیطرح صدقہ دینا پڑا۔ امرد وم کے بارہ میں صوبہ پنجاب کے لاٹ صاحب بہادر کی سپیچ کا یہ فقرہ پیش کرتا ہوں۔ جو آپ نے دربار منعقدہ گورداسپور میں فرمائی۔ "اس ناگہانی بلا کا مقابلہ جس کے واسطے علم طب کو ابھی تک کوئی علاج نہیں سوجھا ہر حالت میں ناممکن تھا"۔ ان شہادتوں کے بعد اس امر میں کیا شک ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا والوں نے اپنی حالت کہاں تک تبدیل کی۔ اور اس پیشگوئی فرمانیوالے کی مخالفت کو کس حد تک چھوڑا؟

ممالک متحدہ امریکہ میں انسداد مے نوشی

یہ خبر اسلامی دنیا میں نہایت مسرت سے سنی گئی ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ کی ۴۸ ریاستوں میں سے ۳۶ ریاستیں امریکن کانگریس کے اس قانون سے متفق ہیں کہ آئندہ شراب کی تیاری شراب درآمد۔ برآمد بند کر دی جائے الحمد للہ کہ زمین صداقت سے جو صدائے آسمانی تیرہ سو برس پیشتر بلند ہوئی تھی آخر عیسائی دنیا کو بھی اس سے ہم نوائی کرنی پڑی اور انپر بھی واضح ہو گیا کہ سلامتی ترک مے میں ہے نہ مے نوشی میں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد یہ ہوائیں جو چل رہی ہیں یہ ہمیں کسی شاندار مستقبل کی خبر دیتی ہیں ویقین کرنا چاہیئے کہ آہستہ آہستہ تمام اصول اسلام سے مہذب کہلانیوالی دنیا نہیں ہو یا پر اتفاق کرنے پر مجبور ہو گی۔ اس موقعہ پر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ ہوا اور اخبار پیغام صلح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے پریذیڈنٹ ولسن کو مبارکباد کا تار بھیجا ہے اور جلسہ میں ایک ریزولیوشن اس مضمون کا بھی پاس کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان کے متعلق بھی ایسا قانون پاس کر دے ہمارا خیال ہے کہ بجائے گورنمنٹ سے مدد حاصل کرنے پر زور دینے کے مسلمانوں کو تو کم از کم اس سے ہم نوائی کرنی پڑی اور انپر بھی واضح ہو گیا کہ سلامتی ترک مے میں ہے نہ مے نوشی میں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد یہ ہوائیں جو چل رہی ہیں یہ ہمیں کسی شاندار مستقبل کی خبر دیتی ہیں ویقین کرنا چاہیئے کہ آہستہ آہستہ تمام اصول اسلام سے مہذب کہلانیوالی دنیا نہیں ہو یا پر اتفاق کرنے پر مجبور ہو گی۔ اس موقعہ پر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ ہوا اور اخبار پیغام صلح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے پریذیڈنٹ ولسن کو مبارکباد کا تار بھیجا ہے اور جلسہ میں ایک ریزولیوشن اس مضمون کا بھی پاس کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان کے متعلق بھی ایسا قانون پاس کر دے ہمارا خیال ہے کہ بجائے گورنمنٹ سے مدد حاصل کرنے پر زور دینے کے مسلمانوں کو تو کم از کم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ مضمون صفحہ گذشتہ)

بڑی بڑی تعداد میں نکال کر ہمارا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بلکہ جو کام ہمیں کرنا چاہیئے۔ اُسے بوجہ احسن خود ہی انجام دے لیتے ہیں۔ جس کے ہم مشکور ہیں۔ مسافر نے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر خاص نمبر شائع کریگا۔ اور اسکے ساتھ ایک تصویر بھی ہوگی۔ ہر مرنے والے کے احباب و اقربا کو خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کے آخری لمحے کی صورت دیکھ لیں۔ اس لیے مناسب ہوگا۔ کہ تصویر لالہ لکھرام کی وہ شائع کریں۔ جب وہ ارتھی پر پڑے ہیں۔ اور ارد گرد ان کے چلانے والے جمع ہیں۔ یہ حسرتناک عبرت انگیز سین بہت موثر ثابت ہوگا۔ اور اشاعت دین الحق میں مدد دیگا

دوم۔ یہ پرچہ اپنے رشتہ داروں ہی میں تقسیم نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ مسلمانوں میں بھی اسے مفت بانٹنا چاہیئے ؛

سوم۔ اس امر کو بھی واضح کر دیا جائیگا۔ کہ شہید عربی لفظ کس مجبوری سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کی مذہبی کتابوں میں ایسے حالات کے مناسب کوئی لفظ نہیں ؛

ہم خدا کے فضل سے مومن ہیں

غیر مبائعین کا ہم پر ایک یہ اعتراض بھی ہے۔ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھ کر بھی ان کی بیعت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں۔ خصوصاً اختلاف رکھتے ہوئے اختلاف کا اعلان نہ کرنا منافقت ہے اسکے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ خلفائے وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھتے اور پھر بھی ان کی بیعت کر کے دل و جان سے فرمانبردار رہتے۔ اہلحدیث مورخہ ۲۴ جنوری میں بھی محدثین کا یہی مذہب لکھا ہے دیکھئے :-

"وہ (صحابہ) تو ایک دوسرے کے قول سے سند نہیں لاتے تھے۔ بلکہ ان میں مسائل کے اختلاف میں فیصلہ کن صرف قرآن و حدیث ہوتا تھا۔ چنانچہ زمانہ خلافت کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ ہاں سیاسی طور پر خلیفہ وقت کی اطاعت کرنے کو خاموش رہتے۔ مگر دل میں اپنا اعتقاد نہیں بدلتے تھے۔ حضرت ابو ذر حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو سعید خدری وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات خلیفۂ وقت کے ساتھ مشہور ہیں"

یہ ہمارے دشمن کی شہادت ہے۔ کیا غیر مبائعین اسپر غور کرینگے ؛

اسلام کے احسانات بنی نوع انسان پر

دُنیا والے کن کن رسومات لایعنی و مزخرفات بے معنی میں گرفتار تھے۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ پھر اسلام نے ان رسوم جاہلیت کا قلع قمع کر کے جو بنی نوع انسان کو مختلف بندھنوں سے آزاد کیا۔ وہ صحابہ کرام کی حالت سے ظاہر ہے۔ اور کتب تواریخ میں اس کا مفصل ذکر ہے اسکے بعد مرور زمانہ سے دُور مذاہب والے تو خیر۔ خود مسلمان بھی رسوم کا شکار ہو گئے۔ اور ان سے جو کچھ سرزد ہوا۔ اس کو جمع کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ دو رسوم کا ذکر دلگداز سے لیا جاتا ہے۔ ایک بچہ کی پیدائش۔ دوم شادی۔ یہ رسوم بھی معزز اور شریف گھرانوں کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں :-

"چھٹی اُس تقریب کا نام ہے۔ جبکہ زچگی کے بعد ماں اور بچے کو پہلی دفعہ نہلایا جاتا ہے۔ زچہ کو تیز گرم پانی سے نہلانا ایک طبی علاج ہے۔ مگر یہ غسل ولادت چونکہ ایک خوشی کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو نہایت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور چونکہ عموماً زچگی کے چھٹے روز یہ پہلا نہان ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام ہی چھٹی پڑ گیا۔ اور اس میں زچہ بڑے اہتمام سے نہلائی جاتی ہے۔ پھر بچہ نہلایا جاتا ہے۔ اور ان کے بعد تمام عورتیں جو مہمان ہوتی ہیں۔ یکے بعد دیگرے سب نہاتی ہیں۔ زچہ اور بچے کے لئے بھاری جوڑے حسب حیثیت تیار کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی سب عورتیں کپڑے بدلتی ہیں۔ اس نہان میں جو طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ وہ بے حد و بے شمار ہیں۔ اور غالباً ہر شہر و قریے بلکہ ہر خاندان میں کلیۃً یکسان اور جزءً مختلف اور نئی ہیں ؛

دولھن کے میکے یا دیگر اعزا کی طرف سے اس موقعہ پر زچہ اور بچے کے جوڑے طوق۔ ہنسلی اور کڑے ننھے بچے کے قابل کھلونے۔ جھنجھنے۔ چھوٹے ان کے ساتھ مرغیاں اور خدا جانے کیا کیا چیزیں بڑی دھوم دھام جلوس اور باجوں کے ساتھ آتی ہیں۔ زنانے میں رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوتی ہیں۔ اور اتنی استطاعت نہ ہو تو خود گھر والی عورتیں ڈھول سامنے رکھ کے گا بجا لیتی ہیں۔

یہی شان بعد کے دو نہانوں یعنی بیسویں اور چلے کے نہانوں کی ہوتی ہے۔ اگر خدا نے اطمینان دیا ہے تو دونوں موقعوں پر محفل عیش و نشاط گرم ہوتی ہے۔ ورنہ فقط چلہ کے نہان میں زیادہ دھوم دھام ہوتی ہے اور بیسویں کے نہان کی تقریب معمولی رہتی ہے ؛

عقیقہ۔ مسلمانوں کی خالص مذہبی رسم ہے۔ جس کا آغاز بنی اسرائیل کے زمانے سے آل ابراہیم میں چلا آتا ہے یہود پیدائش کے آٹھویں دن بچے کو مسجد اقصےٰ میں لیجا کے اس کا سر مُنڈاتے اور قربانی کرتے تھے۔ اور ان کا معتقدا خاص طریقوں سے اسکے لئے برکت کی دعا کیا کرتا تھا یہی طریقہ مسلمانوں میں بھی رسم ابراہیمی اور سنت محمدی کی حیثیت سے آج تک جاری چلا آتا ہے۔ اگرچہ اب ولادت کے بعد آٹھویں دن عقیقہ کرنے کی قید اُٹھ گئی ہے۔ مگر اکثر بچے کی عمر کے پہلے ہی سال میں ہو جایا کرتا ہے۔ اس میں بچے کو نہلا کے نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ اور اسکے بعد اعزا و احباب کے مجمع میں نائی اس کا سر مونڈتا ہے۔ اور جیسے ہی وہ سر میں استرا لگاتا ہے بچہ اگر لڑکا ہے تو دو۔ اور لڑکی ہے تو ایک بکرا قربانی کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا جاتا ہے۔ مُنڈ جانے کے بعد سر میں صندل لگایا جاتا ہے، اعزا و اقارب حسب حیثیت بچے کو کچھ رونمائی دیتے ہیں قربانی کا گوشت غربا اور اعزا میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور گھر میں خوشی کا جلسہ ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کی محفل مرتب ہو جاتی ہے جیسی کہ اور تقریبوں میں ہوتی ہے۔"

اِن سب باتوں میں اسلام کی بات تو صرف اتنی ہے کہ حسب ضرورت و حالات زچہ نہالے۔ اور ساتویں دن بچہ کا سر مُنڈا دیا جائے۔ نام رکھا جائے اور دو بکرے قربانی کر دیں۔ باقی سب لغویات ؛

شادی کی رُسوم

اب شادی کی کچھ رسمیں ملاحظہ ہوں :-

"برات جب دولھن کے گھر پہونچتی ہے تو عموماً اُسوقت دُلہن نہلائی جا چکتی ہے۔ اور اس کے غسل کا پانی باہر لاکے دُولہا کی سواری کے گھوڑے یا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا جاتا ہے۔ دولہن کو یہ غسل سات دِن کے باسی ٹھنڈے پانی سے دیا جاتا ہے جو کلس کا پانی کہلاتا ہے اور جاڑوں کے موسم میں غریب دولھن کے لئے اِس پانی میں نہانا قیامت سے کم نہیں ہوتا۔ چوکی پر پان بچھا کے وہ نہلائی جاتی ہے۔ اور یہی پان اس اکیس پانوں والے بیڑے میں شامل ہوتے ہیں جو دولھا کو سب سے پہلے سُسرال میں کھلایا جاتا ہے۔

اب دولھا سواری سے اُتر کے زنانے میں جاتا ہے وہاں رتی نگھائی جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی بیہودیوں اور رسمیں عمل میں آتی ہیں۔ جو ہر گروہ اور ہر خاندان میں جُدا جُدا اور عجیب و غریب ہوتی ہیں یہ دقت علی العموم وہ ہوتا ہے۔ جب دُلہن نہا تو چکتی ہے۔ مگر ابھی کپڑے نہیں پہنائے گئے ہوتے ہیں۔ وہ ایک چادر میں لپٹی ہوتی ہے۔ اور اسکے ہاتھ پر مصری رکھ کے دولھا کو کھلائی جاتی ہے۔ جسمیں سالیاں زندہ دل جوان عورتیں اور دو منیاں قینچیں بڑھا بڑھا کے دولھا کے لئے ہر کام مشکل کر دیتی ہیں ؛

شادی کی یہ پہلی ہفتخوان طے کر کے دولھا باہر مردانے میں آتا ہے جہاں بزم نشاط مرتب ہوتی ہے۔ اعزا و احباب پُر تکلف کپڑے پہنے قرینے سے صاف ستھری دری چاندنی اور قالینوں کے فرش پر بیٹھے ہوتے ہیں اور سامنے مردانہ یا زنانہ طائفہ مُجرا کرتا ہوتا ہے۔ عین محفل کے درمیان میں اور صدر مقام پر دُولھا کے لئے زرنگار مسند تکیہ ہوتا ہے جس پر دُولھا کے ہم عمر لڑکے لا کے بٹھا دیتے ہیں اور اس کے دونوں طرف خود بیٹھ جاتے ہیں تاکہ دُولہا ان کے ساتھ آزادی سے باتیں کر سکے۔

دُولہا کے لئے لازم ہے کہ اپنی ہر وضع و حرکت سے شرمیلا پن ظاہر کرے وہ نہ تو بے تکلف باتیں کر سکتا ہے نہ کوئی اس کی آواز سُن سکتا ہے نہ کسی سے وہ بے تکلفی سے مل جل سکتا ہے۔ منہ پر سہرا ہوتا ہے۔

دُولہا کے باہر آکر تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد عقد نکاح کا انتظام ہوتا ہے۔ جس کیلئے یہ سب بکھیڑا کیا گیا ہے۔ اگر شیعہ خاندانوں کی شادی ہو تو دو مجتہد صاحب تشریف لاتے ہیں۔ ایک لڑکے کے نائب و وکیل بن کے۔ اور دوسرے لڑکی کے نائب و وکیل بن کے۔ لڑکی والے خود پردے کے پاس جا کے یا عادل شاہدوں سے تصدیق فرما کے لڑکی کی شرعی مختاری حاصل کرتے ہیں اور اسکے بعد دونوں دُولہا کے سامنے بیٹھ کے دُولہا دُلہن کی طرف سے قرأت و صحت مخارج سے ایجاب و قبول کے صیغے ادا کرتے ہیں اگر خاندان سُنی ہیں تو کوئی محترم مولوی صاحب اور اگر کوئی گاؤں ہوا تو وہاں کے مقررہ خاندانی قاضی صاحب آکے نکاح پڑھاتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کے عزیزوں میں سے کوئی صاحب اسکے وکیل و مختارین کے آتے ہیں اور وہ شاہدوں کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں لڑکی نے مجھے اپنا وکیل اِن دو شاہدوں کے سامنے مقرر کیا۔ اور اس نے مجھے اپنے عقد کا اختیار دیا۔ قاضی صاحب انکی شاہدوں پر اطمینان کر کے اور مقدار مہر کو اُن وکیل صاحب سے دریافت کر کے دُولہا کو کلمۂ شہادت پڑھاتے۔ مسلمان کے لئے جن جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کا عربی میں اقرار کراتے اور اُسکے بعد تین بار اُس سے یہ کہہ کے کہ فلاں لڑکی کے ساتھ اتنے مہر پر ہم نے تمہارا عقد نکاح کر دیا۔ اور دُولہا سے اقرار کراتے ہیں کہ میں نے قبول کیا۔ اسکے بعد ایک دعائیہ خطبہ پڑھ کے لوگوں سے کہتے ہیں "مبارک" ساتھ ہی مبارک سلامت کا غُل ہوتا ہے۔ نقل اور چھوہاری جو سینیوں میں بھر کے سامنے رکھی ہوتی ہیں انکو حاضرین میں بانٹ دیتے ہیں۔

اور اسکے بعد دُولہا پھر اندر زنانے میں بُلایا جاتا ہے۔ عورتوں کی دُنیا میں رسوم اور شرائط عقد کے اصلی لوازم کے بجا لانے کا خاص یہی وقت ہے۔ زنانے میں اس موقع پر رسوم نکاح کے ضمن میں دولھا کے ساتھ ہر قسم کا تمسخر کیا جاتا ہے اور اسکے پریشان کرنے میں کوئی کارروائی اُٹھا نہیں رکھی جاتی۔ ان تمام کی بجا لانیوالی سالیاں اور دو منیاں ہوتی ہیں درحقیقت ناکتخدا نوجوانوں کے لئے شادی ایک پُر اسرار لاج (افزائش خانہ) ہے۔ جسمیں بیسیوں ایسے مراحل پیش آتے ہیں جو اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ دولھن اوڑھ لپیٹ کے ایک غیر متحرک گٹھڑی کی طرح اسکے سامنے لا کے رکھ دیجاتی ہے۔ ابھی تک اُسے رخصتی کا جوڑا نہیں پہنایا گیا اور تار لاتے وقت کوشش کی جاتی ہے کہ پہلی آمد میں دولھن کی ایک لات دُولہا پر پڑ جائے۔ پھر لوٹنے گائے جاتے ہیں۔ دُولہا سے بیوی کی غلامی ذلیل ترین غلامی اور خدا جانے کیسی کیسی خدمتیں بجا لانے کا اقرار اور وعدہ لیا جاتا ہے۔ اسکے بعد آرسی مصحف کی رسم ادا ہوتی ہے۔ جسکے لئے دُولہا دُلہن کے درمیان رحل پر قرآن شریف اور اسپر آئینہ رکھا جاتا ہے۔ اور اس آئینہ میں دُولہا کو دُلہن کا پہلا جلوہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر لازم ہے کہ چہرہ دیکھنے سے پہلے دولہا سورہ اخلاص پڑھ لے اس جلوہ میں دُلہن آنکھیں بند کئے رہتی ہے۔ عورتیں دُولہا سے آنکھیں کھولنے کے لئے طرح طرح کی التجائیں کراتی ہیں اور اسی سلسلہ میں ہر قسم کی اطاعت و غلامی کا اقرار اُس سے کرا لیتی ہیں۔ بڑی شکلوں اور خوشامدوں کے بعد دولھن آنکھیں کھول کے ایک نظر دیکھتی اور پھر آنکھیں بند کر لیتی ہے اور اسی پر رسوم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔"

ہمیں بھی اسلامی حکم صرف اتنا ہے جیسا قادیان میں رائج ہے کہ مسجد میں کسی نماز کے بعد امام کھڑے ہو کر خطبۂ نکاح پڑھتا ہے جسمیں عورتوں اور مردوں کو اُنکے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جاتا ہے پھر لڑکی کے ولی سے پوچھ لیا جاتا ہے کہ کیا آپ کو اپنی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر منظور ہے۔ وہ جب ہاں کہتا ہے تو لڑکے سے کہا جاتا ہے کیا تمہیں منظور ہے وہ کہدیتا ہے۔ ہاں۔ بس نکاح ہو گیا چھوہاری تقسیم ہو

(باہتمام شیخ عبدالحمید و احمد قادیانی زیر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر مرقاسم علی پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا)